105321 ـ برادری کا رشتہ نہ ہونے کی بنا پر والد نے دینی رشتہ ٹھکرا دیا

سوال

میں انیس برس کی ہوں، میرے لیے ایك دینی اور صوم و صلاۃ کے پابند نوجوان کا رشتہ آیا، میں نے استخارہ بھی کیا اور میرا دل اس رشتہ پر مطمئن اور موافق ہے، لیکن میرے والد صاحب نے صرف اس بنا پر یہ رشتہ ٹھکرا دیا کہ یہ ہماری برادری سے تعلق نہیں رکھتا.

میں نے اس سلسلہ میں والد صاحب سے بات کی کہ اللہ کے ہاں کسی عربی اور عجمی کا فرق نہیں صرف تقوی کا فرق ہے، اور میں عفت و عصمت کی محتاج ہوں، تو والد صاحب نے مجھے بےشرم اور بےحیاء قرار دیا کہ میں کنواری ہو کر بھی اس رشتہ پر موافقت طلب کر رہی ہوں.

حالانکہ مجھے علم ہے کہ اس طرح کے دینی مسائل میں وضاحت کرنی چاہیے شرمانا نہیں چاہیے، لیکن والد صاحب نے مجھے بہت شدید زدکوب کیا تو میں نے انہیں کہا: اللہ تعالی اس ظلم پر راضی نہیں، موافقت اور رضامندی میرا حق ہے، تو والد صاحب نے جواب دیا کہ شریعت اسلامیہ غیر برادری میں شادی کرنے کی اجازت نہیں دیتی تا کہ مشکلات پیدا نہ ہوں.

حالانکہ میں اپنی برادری میں بالکل شادی نہیں کرنا چاہتی کیونکہ ان میں اکثر مشکلات رہتی ہیں، اور ان میں افہام و تفہیم جیسی کوئی چیز نہیں ہے، میں نے والد صاحب سے کہا کہ وہ علماء کرام سے دریافت کریں اگر حق ان کے ساتھ ہے تو میں ان کی رائے کے مطابق شادی کر لونگی، لیکن اگر مجھے اختیار کا حق ہے تو پھر میں اسی نوجوان سے شادی کرونگی...

میرے والد صاحب دین پر عمل کرنے والے ہیں وہ صرف برادری کوراضی کرنے کے لیے انکار کر رہے ہیں، کہ مجھے راضی کر کے ساری برادری اور خاندان کو ناراض نہیں کر سکتے، برائے مہربانی مجھے اس سلسلہ میں فتوی عنائت فرمائیں جسے والد صاحب بھی دیکھیں گے، اور کوئی نصیحت بھی فرمائیں. اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

جمہور فقہا کرام نکاح میں کفاءۃ یعنی برابری کی شرط رکھتے ہیں، لیکن ان کا اس میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ اس میں

معتبر صفات كيا ہونگى، كچھ فقھاء نسب كا اعتبار كرتے ہيں كہ نسب ايك جيسا ہو، اور كچھ صنعت و حرفت كى برابرى كى شرط لگاتے ہيں، اور كچھ نے مالدارى و آسانى كى شرط ركھى ہے.

ليكن اس ميں راجح يہى ہے كہ دينى برابرى ہونى چاہيے اس ليے كوئى كافر شخص كسى مسلمان عورت سے شادى نہيں كر سكتا، اور نہ ہى فاسق و فاجر شخص كسى عفت و عصمت ركھنے والى عورت سے.

اس مذہب كے دلائل بيان كرتے ہوئے ابن قيم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا نكاح ميں برابرى و كفاءۃ كے حكم كے متعلق فصل "

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اے لوگو ہم نے تمہيں مرد و عورت سے پيدا كيا ہے، اور تمہارے كنبے قبيلے اور برادرياں اس ليے بنائى ہے تا كہ تم ايك دوسرے كى پہچان كر سكو، يقينا تم ميں سے اللہ تعالى كے ہاں سب سے زيادہ عزت والا وہى ہے جو تم ميں سب سے زيادہ تقوى و پرہيزگارى والا ہے الحجرات (13).

اور ايك مقام پر اللہ رب العزت كا فرمان ہے:

يقينا سب مومن ايك دوسرے كے بھائى ہيں الحجرات (10).

اور ايك دوسرے مقام پر ارشاد ربانى ہے:

مومن مرد اور مومنہ عورتيں ايك دوسرے كے دوست و ولى ہيں التوبۃ (71).

اور ايك جگہ ارشاد بارى تعالى اس طرح ہے:

چنانچہ اللہ رب العزت نے ان كى دعا قبول كر لى كہ ميں كسى بھى عمل كرنے والے كے عمل ضائع نہيں كرونگا، چاہے وہ عمل كرنے والا مرد ہو يا عورت، تم ايك دوسرے ميں سے ہو آل عمران (195).

اور رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" كسى عربى كو كسى عجمى پر كوئى فضيلت نہيں، اور نہ ہى كسى عجمى كو كسى عربى پر فضيلت ہے، اور نہ ہى كسى سفيد كو كالے پر اور نہ كسى كالے كو سفيد پر فضيلت حاصل ہے، مگر تقوى و پرہيزگارى كے ساتھ، سب لوگ آدم كى اولاد ہيں، اور آدم عليہ السلام مٹى سے پيدا ہوئے ہيں "

اور ايك حديث ميں رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" بنو فلاں ميرے اولياء و دوست نہيں، بلكہ ميرے اولياء و دوست تو متقى و پرہيزگارى ہيں وہ جہاں بھى ہوں اور جيسے بھى ہوں "

اور ترمذى ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" اگر تمہارے پاس كوئى ايسا شخص آئے جس كا دين اور اخلاق تمہيں پسند ہو تو تم اس سے (اپنى ولايت ميں موجود لڑكى كى) شادى كر دو، اگر ايسا نہيں كروگے تو پھر زمين ميں بہت لمبا چوڑا فتنہ و فساد بپا ہو جائيگا.

صحابہ كرام نےعرض كيا: اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم: اگر اس ميں كچھ ہو تو ؟

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے تين بار فرمايا:

" اگر تمہارے پاس ايسا شخص آئے جس كا دين اور اخلاق تمہيں پسند ہو تو اس كا نكاح كر دو "

اور بنى بياضہ كو رسول كو كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" ابو ہند كا نكاح كر دو، اور اسے نكاح ميں اپنى بيٹى دو، حالانكہ وہ حجام تھا "

اور پھر نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے زينب بنت جحش جو كہ قريشى خاندان سے تعلق ركھتى تھى كى شادى اپنے مولا اور غلام زيد بن حارثہ رضى اللہ تعالى عنہ سے كى، اور بنو فہر جو كہ قريش خاندان كا ايك قبيلہ ہے كى عورت فاطمہ بنت قيس كى شادى اسامہ بن زيد رضى اللہ تعالى عنہ سے كى.

اور اسى طرح بلال بن رباح رضى اللہ تعالى عنہ كى شادى عبد الرحمن بن عوف رضى اللہ تعالى عنہ كى بہن سے كى.

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور طيب و پاكيزہ عورتيں طيب و پاكيزہ مردوں كے ليے ہيں اور طيب و پاكيزہ مرد طيب و پاكيزہ عورتوں كے ليے ہيں النور (26).

اور اگر تمہيں ڈر ہو كہ يتيم لڑكيوں سے نكاح كر كے تم انصاف نہ كر سكو گے تو اور عورتوں ميں سے جو بھى تمہيں اچھى لگيں تم ان سے نكاح كر لو النساء (3).

اس ليے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا حكم اس كا متقاضى ہے كہ برابرى ميں اصلا اور كمالا دونوں لحاظ سے دين

کی برابری کا لحاظ رکھا جائیگا، اس لیے کوئی مسلمان عورت کسی کافر مرد سےشادی نہیں کریگی، اور نہ ہی کوئی عفت و عصمت کی مالك عورت کسی فاسق و فاجر شخص سے شادی کریگی.

کتاب و سنت نے برابری میں اس کے علاوہ کوئی اور چیز معتبر نہیں رکھی، کیونکہ کتاب و سنت میں کسی مسلمان عورت کا کسی زانی شخص سے نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا ہے اور حسب و نسب اور صنعت و حرفت کا اعتبار نہیں کیا، اور نہ ہی مالدار اور آزاد کا اعتبار کیا ہے.

اس لیے کسی غلام شخص کا کسی حسب و نسب رکھنے والی آزاد عورت سے نکاح جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ عفت و عصمت رکھنے والا ہو، اسی طرح کتاب و سنت نے غیر قریشی شخص کے لیے قریشی خاندان کی عورتوں سے شادی کرنا جائز قرار دیا ہے، اور غیر ہاشمی خاندان کے اشخاص کی شادی ہاشمی خاندان کی عورتوں سے جائز ہے، اور اسی طرح فقراء و مساکین مردوں کی شادی مالدار عورتوں سے کرنا جائز کیا ہے. انتہی

دیکھیں: زاد المعاد (5 / 144).

کفاءۃ اور برابری میں صرف دین کا اعتبار کیا جائیگا یہی قول عمر اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہم اور محمد بن سیرین اور عمر بن عبد العزیز رحمہم اللہ سے مروی ہے، اور امام مالك رحمہ اللہ نے بالجزم یہی کہا ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے.

دیکھیں: المغنی (7 / 27) الموسوعۃ الفقھیۃ (34 / 271) حاشیۃ الدسوقی (2 / 249) اور الفتاوی الھندیۃ (1 / 290) تحفۃ المحتاج (7 / 280) کشاف القناع (5 / 67).

اس اگر عورت کے لیے ایسا رشتہ آئے جس کا دین اور اخلاق پسند اور صحیح ہو تو یہ رشتہ رد نہیں کیا جائیگا؛ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے، چاہے وہ برادری سے تعلق رکھتا ہو یا غیر برادری یعنی کسی دوسری برادری اور قبیلہ سے تعلق رکھے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس میں وہ بھی شامل ہے جو آج کل لوگوں میں رواج پا چکا اور رسم بن چکی ہے کہ اب قبیلہ سے تعلق رکھنے والی عورت کسی خضیری شخص سے شادی نہیں کرتی، اور خضیری شخص کسی قبیلہ سے تعلق رکھنے والی عورت سے شادی نہیں کرتا.

خضیری اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی عرب قبیلہ کی طرف منسوب نہیں ہوتا، اور اس کی اصل موالی میں شامل

ہوتی ہے، یہ موالی قبائل میں داخل ہو کر ان کے ساتھ مل گئے، لیکن جب ا نکی اصل قبیلہ سے تعلق نہ رکھتی تھی اس لیے انہیں خضیری کہا جانے لگا اور دوسروں کو قبیلی، یہ بری اور باطل عادات و رسم و رواج میں شامل ہوتا ہے کہ قبیلی شخص کسی خضیری عورت سے اور خضیری شخص کی قبیلی عورت سے شادی نہیں کرتا.

رہا اول کہ کوئی قبیلی شخص کسی خضیری عورت سے شادی نہیں کرتا، میرے علم کے مطابق تو کسی عالم دین نے بھی مطلقا ایسا نہیں کہا؛ کیونکہ یہاں خاوند تو بیوی کے زیادہ اچھے شرف و نسب والا ہے، یعنی خاوند قبیلی ہے جو عرب کے کسی معروف قبیلہ کی طرف منسوب ہے، لیکن بیوی غیر قبیلی ہے.

یہ تو مجھے علم نہیں کہ کسی عالم دین نے کہا ہو کہ کوئی قبیلی شخص کسی خضیری عورت سے شادی مت کرے لیکن بعض علماء کرام یہ کہتے ہیں کہ: اگر کچھ اولیاء مخالفت کرتے ہوں تو پھر کوئی قبیلی شخص کسی خضیری عورت سے شادی نہ کرے، اگرچہ یہ قول بھی مرجوح ہے صحیح نہیں، لیکن یہ قول کہا ضرور گیا ہے، لیکن ہمارے علم کے مطابق تو پہلا کسی نے کہا بھی نہیں کہ کوئی خضیری عورت کسی قبیلی شخص سے شادی نہ کرے.

یہ ایك بری اور غلط عادت ہے جو لوگوں کی سوچ سے محو کرنی چاہیے، اور اسے ان کے ذہن سے نکال باہر کرنے کی کوشش کی جائے، یہ کہا جائیگا کہ: کیا یہ خضیری عورت یا یہ خضیری مرد آزاد نہیں ہیں ؟

یہ صحیح ہے کہ مملوکہ لونڈی سے کوئی آزاد شخص شروط کے بغیر نکاح نہیں کر سکتا جیسا کہ قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں آیا ہے:

اور جو کوئی تم میں سے آزاد عفیف عورت سے شادی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو پھر مومن لونڈیوں سے شادی کر لو النساء (25).

لیکن آزاد عورت کے بارہ میں ہم یہ کہیں گے کہ کس دین میں آیا ہے کہ کوئی آزاد شخص آزاد عورت سے شادی نہ کرے؟

اس لیے کچھ علماء کرام کا کہنا ہے کہ قبیلی عورت کسی خضیری مرد سے اس وقت شادی مت کرے جب اس کے کچھ اولیاء اس کی مخالفت کرتے ہوں، بلکہ بعض علماء کرام نے تو غلو کرتے ہوئے یہاں تك کہا ہے کہ: اصل میں یہ نکاح صحیح ہی نہیں ہوگا.

یہ سب قول کمزور اور ضعیف ہیں اور قابل التفات نہیں کیونکہ مومن ایك دوسرے کے کفو ہیں، اور مسلمانوں کا خون اور ان کے احوال برابر ہیں، ان میں تفریق کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی " انتہی

ماخوذ از: اللقاء الشہری نمبر (20).

دوم:

جب یہ واضح ہو گیا ہے تو ہم باپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ بیٹی کے رشتہ کے لیے آنے والے نوجوان کے بارہ میں تحقیق کرے اگر تو وہ نیك و صالح اور راہ مستقیم پر چل رہا ہے تو اپنی بیٹی کی اس سے شادی کر دے، کیونکہ صاحب دین اور نیك و صالح شخص ہی اس کی بیٹی کی حفاظت اور دیکھ بھال کریگا، اگر وہ اس سے محبت کریگا تو اس کی عزت کریگا، اور اگر اسے ناپسند بھی کرے تو اس پر ظلم بھی نہیں کریگا.

اگر لڑکی آنے والے رشتہ کے بارہ میں اپنی رائے کا اظہار کرتی ہے یہ قابل ملامت نہیں، کہ اس نے آنے والے رشتہ کو قبول کرنے کی رغاگر لڑکی آنے والے رشتہ کے بارہ میں اپنی رائے کا اظہار کرتی ہے یہ قابل ملامت نہیں، کہ اس نے آنے والے رشتہ کو قبول کرنے کی رغبت کا اظہار کیا ہے کیونکہ وہ اسے کفو اور مناسب سمجھتی ہے، قابل ملامت اس لیے نہیں کہ وہ لڑکی تو حلال کے حصول کی کوشش و سعی میں ہے اور عفت و عصمت چاہتی ہے.

جب نسب اور برادری میں تشدد اور سختی کرنا کہ برادری سے باہر رشتہ نہ کرنا ایك غلط اور بری عادت ہے جو لوگوں کی فکر اور سوچ سے محو کرنا ضروری ہے، جیسا کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں، تو پھر باپ کو اپنے خاندان کے کچھ افراد کے اعتراض کی طرف ملتفت نہیں ہونا چاہیے.

بلکہ اس کا غیر قبیلی اور غیر برادری شخص کا رشتہ قبول کرنا اور اس سے اپنی بیٹی کی شادی کر دینا اس بری عادت کو محو کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوگا.

اس عادت کی بنا پر معاشرے میں کتنی خرابیاں پیدا ہوئی ہے، اور کتنی ہی لڑکیاں شادی کی عمر کی حد سے تجاوز کر چکی ہیں، اور غیر شادی شدہ لڑکیوں کی کثرت ہو چکی ہے اور اسی طرح طلاق کی کثرت ہو گئی ہے؛ کیونکہ یہاں قبیلہ اور برادری کو دیکھا جا رہا ہے، اور اس کی مانی جا رہی ہے، اور آدمی کے دین اور اس کی استقامت کو نہیں دیکھا جا رہا.

بعض اوقات ہوتا ہے آدمی کسی ایسی عورت سے شادی کر لے جس کی اسے رغبت ہی نہیں، اور اسی طرح کوئی برادری اور قبیلہ کی بنا پر کوئی عورت کسی ایسے مرد سے شادی کر لیتی ہے جس میں اس کی رغبت ہی نہیں ہوتی، تو اس کا نتیجہ ظاہر ہے مشکلات و پریشانیوں کی صورت میں ہی نکلےگا، اور پھر انجام علیحدگی اور طلاق ہوگا.

اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور آپ کو رشد و ہدایت اور صحیح راہ کی توفیق نصیب فرمائے، ہمیں اور آپ کو اپنی اطاعت اور اپنی رضامندی و خوشنودی والے اعمال کرنے کی توفیق نصیب فرمائے.

واللہ اعلم .